DECEMBER 2006
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 152

عیدالاضحیٰ
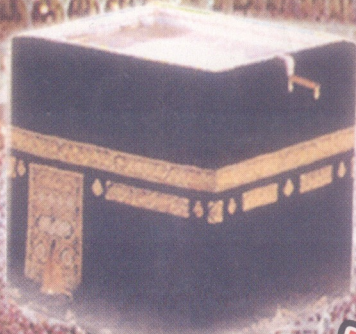
فضائل و مسائل
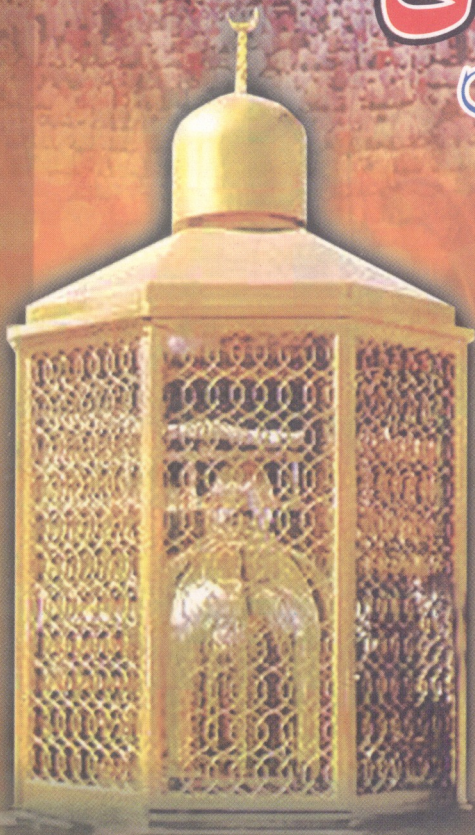
خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ
حضرت علامہ مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی
متوفی ۱۳۶۷ھ

مولانا محمد سکندر قادری مدظلہ العالی

مولانا محمد عرفان المانی

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

عیدالاضحیٰ

فضائل و مسائل

از افادات

صدر الافاضل مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

نام کتاب : عید الاضحیٰ، فضائل و مسائل

از افادات : صدر الافاضل مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ

حواشی : مولانا محمد سکندر قادری صاحب مدظلہ

(صدر شعبہ درس نظامی)

تخریج : مولانا محمد عرفان المانی

سن اشاعت (اول) : ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ۔ دسمبر ۲۰۰۶ء

تعداد : ۲۰۰۰

مفت سلسلۂ اشاعت : ۱۵۲

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website:ishaateahlesunnat.net

www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔ اور کتب خانوں پر بھی دستیاب ہے۔

پیشِ لفظ

الحمد لله رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسوله الکریم ، اما بعد!

اللہ تعالیٰ کا کروڑہا احسان وشکر کہ رب العالمین نے ہم مسلمانوں کو ذی الحجہ جیسا مبارک ماہ دیکھنا نصیب فرمایا، یہ وہ عظیم ومتبرک ماہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے تعمیر کردہ اپنا گھر کعبہ کا حج کرنا ہر مسلمان مرد وعورت جب کہ صاحبِ استطاعت ہو فرض قرار دیا اور اسی ماہ کی ۱۰ تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو برقرار رکھتے ہوئے ہر صاحبِ نصاب پر قربانی کو واجب قرار دیا، یہ وہ عمل ہے جو کہ مسلمانوں کو حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کی قربانی کی یاد دلاتا ہے، جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ سے دریافت فرمایا: کہ قربانی کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے“۔ اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”نہیں کیا ابن آدم نے کوئی عمل روزِ نحر (قربانی کے دن) محبوب تر اللہ کی طرف خون بہانے سے“۔ اور ذی الحجہ کے ایام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”عشرہ ذی الحجہ سے کوئی زمانہ نہیں جس میں عبادت کرنا اللہ کے نزدیک محبوب تر ہو، اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور شب کا قیام (عبادت) شب قدر کے قیام کے برابر ہے“۔

مذکورہ بالا احادیث کی عبارت سے معلوم ہوا کہ عید کے دن صاحبِ نصاب مسلمان کا بہترین عمل جو کہ اللہ کی بارگاہ میں محبوب ہے وہ ہے قربانی کرنا، چاہے ایک مینڈھا ہی کیوں نہ ہو اور دوسری حدیث میں ان ایام کی فضیلت اور ان میں عبادت کرنے کے ثواب کے

بارے میں بتایا گیا کہ اس میں رات کو عبادت کرنا شبِ قدر کے قیام کی طرح اور روزہ کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔

مگر افسوس صد ہا افسوس ہمارے معاشرے میں اس عظیم ماہ کے مبارک ایام کو اب صرف اور صرف فیشن اور دکھاوے کے طور پر منایا جاتا ہے۔ ذی الحجہ کی پہلی سے اور ۱۰ ویں تک صرف منڈیوں کے چکر لگانا اور مہنگے سے مہنگے جانور کا دکھاوے کے لئے خریدنا اور لوگوں میں نمائش کرانا تاکہ معلوم ہو جائے کہ فلاں آدمی کس قدر امیر ہے اور اُس نے اتنا مہنگا جانور لیا پھر ایک کا دوسرے پر اپنا نام بڑھانے کی خاطر مہنگا جانور خرید کر شو کرنا (ہاں اگر واقعی خلوصِ نیت سے مہنگا جانور خریدے تو حرج نہیں بلکہ پسندیدہ ہے) اس کا نام قربانی نہیں بلکہ قربانی تو ایک دینی فریضہ ہے جس کو مکمل جوش و جذبہ اور خلوصِ نیت کے ساتھ کیا جائے، چاہے ایک مینڈھا ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ جو قربانی خلوص نیت سے کی جائے وہی مقبول بارگاہ الٰہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ترجمہ: اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باز یاب ہوتی ہے۔ (الحج: ۳۷)

زیرِ نظر کتابچہ حضرت علامہ مولانا صدرالافاضل مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ کے مجموعہ فتاویٰ کے اہم افادات و تبرکات کا ایک جزء ہے جس میں حضرت نے مسلمانوں کو عید کے فضائل اور برکات اور عید منانے کا اسلامی طریقہ تحریر فرمایا ہے، اس کو جمعیت اشاعت اہلسنت اپنے سلسلہ اشاعت نمبر 152 میں آپ لوگوں کے لئے شائع کر رہی ہے۔

محمد سکندر

خادم شعبہ درس نظامی

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

عیدالاضحیٰ

حدیث شریف میں وارد ہوا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ اَیَّامٍ أَحبَّ إِلَی اللّٰہِ أَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیھَا مِنْ عَشرِ ذِی الْحَجَّۃِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِّنْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَ قِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِّنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ (۱)

حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ کوئی زمانہ نہیں جس میں عبادت کرنا اللہ کے نزدیک محبوب تر ہو، اس عشرہ کے ہر دن کے روزے ایک سال کے روزوں کے برابر ہیں اور شب کا قیام (عبادت) شب قدر کے قیام کے برابر ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أُمِرْتُ بِیَوْمِ الْأَضْحٰی عِیداً جَعَلَہُ اللّٰہُ لِھٰذِہِ الْأُمَّۃِ، قَالَ الرَّجُلُ: اَرَأَیْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ اِلَّا مَنِیْحَۃً اُنْثٰی اَفَاُضَحِی بِھَا؟ ، قَالَ: لَا وَ لٰکِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِکَ وَ أَظْفَارِکَ وَ تَقُصُّ شَارِبَکَ وَ تَحْلِقُ عَانَتَکَ فَتِلْکَ تَمَامُ أُضْحِیَّتِکَ عِنْدَ اللّٰہِ (۲)

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو روزِ اضحیٰ حکم کیا گیا کہ میں اس کو عید بناؤں، اللہ تعالیٰ نے اسے اس امت کے

۱۔ جامع ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی العمل فی أیام العشر، رقم:۷۵۸، مطبوعة: دار السلام للنشر و التوزیع، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

۲۔ سنن ابی دائود، کتاب الضحایا، باب ما جاء ایجاب الأضاحی، رقم:۲۷۸۹، مطبوعة: دار السلام للنشر و التوزیع، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

لئے عید مقرر فرمایا ہے، حضور سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا فرماتے ہیں آپ اگر میں منیحہ مادہ کے سوا اور کچھ نہ پاؤں، تو کیا اس کی قربانی کروں۔ فرمایا: نہیں لیکن اپنے بال لے اور ناخن اور لبیں تراش اور زیر ناف کے بال دور کر، اللہ کے نزدیک یہ تیرے لئے پوری قربانی ہے۔

یعنی نادار ہونے کی حالت میں اس پر قربانی کا ثواب ملے گا۔ منیحہ منح سے مشتق ہے اور منح عطا کو کہتے ہیں، عرب میں عادت تھی کہ شیر دار اونٹنی وغیرہ محتاجوں کو دے دیتے تھے کہ وہ اس کے دودھ اور ان کے بچوں سے احتیاج کے وقت فائدہ اٹھائیں اور حاجت روائی کے بعد واپس کر دیں، اس کو منیحہ کہتے تھے۔ ان کے پاس اس قسم کا جانور تھا، انہوں نے اس کی قربانی کی اجازت چاہی، حضور ﷺ نے اس لئے منع فرمادیا کہ ان کے پاس اس کے سوا کوئی اور چیز نہ تھی جس سے نفع حاصل کر سکیں۔

قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِيُّ قَالَ: سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ، قَالُوا: فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ، قَالُوا: فَالصُّوفُ، قَالَ: بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ (۳)

اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم علیہ اسلام کی سنت۔ عرض کیا: ہمیں اس میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی (یعنی گائے بکری کے بال ہوتے ہیں ان کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی)۔ عرض

۳۔ رواہ احمد فی "مسندہ" (۴/۳۶۸)، برقم: ۱۹۲۸۳، مطبوعۃ: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

کیا صحابہ نے پس اون (یعنی دنبہ اور بھیڑ اور اونٹ کی اون ہوتی ہے)، حضور نے فرمایا کہ ان کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُبَاهِي مَلَائِكَتَهُ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَيَقُولُ انْظُرُوا إِلٰى عِبَادِي أَتُونِي شُعْثًا غُبْرًا (٤)

بے شک اللہ عز وجل فخر فرماتا ہے اپنے ملائکہ پر شام عرفہ کو اہل عرفہ کے ساتھ فرماتا ہے، دیکھو میرے بندوں کی طرف کہ میرے پاس سر گرد آلودہ حاضر ہوئے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَفِظَ لِسَانَهُ وَ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ مِنْ عَرَفَةَ إِلٰى عَرَفَةَ (٥)

حضور اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے کان اور زبان اور نظر کو روزِ عرفہ محفوظ رکھا، اس کے لئے ایک عرفہ سے دوسرے عرفہ تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أَحْيَا اللَّيَالِيَ الْأَرْبَعَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، لَيْلَةُ التَّرْوِيَةِ وَ لَيْلَةُ عَرَفَةَ وَ لَيْلَةُ النَّحْرِ وَ لَيْلَةُ الْفِطْرِ (٦)

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: جس نے چار شب (راتوں میں) بیداری کی اس کے لئے جنت یا مغفرت واجب ہوئی، ذی الحجہ کی آٹھویں شب، عرفہ کی شب، عید اضحیٰ کی شب،

٤۔ مسند احمد، ج۲، ص ٢٢٤

٥۔ بیھقی فی شعب الإیمان، المجلد (٥)، ص ٣١٧، رقم: ٣٤٩٠، مطبوعة: مكتبة الرشد، رياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٣م

٦۔ ابن عساكر، المجلد (٤٣)، ص ٩٣۔ رقم: ٩١٠٨۔ مطبوعة: دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

عیدالفطر کی شب۔

قربانی کا بیان

مذہب حنفی میں ہر مسلمان (۷) مقیم (۸) غنی یعنی مالک نصاب پر قربانی واجب ہے، خواہ نصاب نامی ہو یا نہ ہو اور قدر نصاب خواہ روپیہ ہو یا زیور یا اور کچھ اسباب زائد از حاجت بشرطیکہ یہ مال دَین (یعنی، قرض) میں مستغرق نہ ہو (۹)۔ حدیث میں وارد ہوا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ یَوْمَ النَّحْرِ عَمَلاً اَحَبَّ

۷۔ قربانی کے واجب ہونے کی چار شرطیں ہیں: (۱) مسلمان ہونا، کہ غیر مسلم پر واجب نہیں، (۲) مقیم ہونا، کہ مسافر پر واجب نہیں، (۳) مالک نصاب ہونا کہ شرعی فقیر پر واجب نہیں، (۴) بالغ ہونا، کہ نابالغ پر قربانی واجب نہیں اگرچہ وہ صاحبِ نصاب ہو اور شرعی لحاظ سے مرد کی بلوغت کی کم از کم عمر ۱۲ سال اور عورت کی ۹ سال ہے اس سے قبل یہ دونوں ہرگز ہرگز بالغ نہیں ہو سکتے۔ پھر بھی بلوغت کے آثار ظاہر ہوئے، انہیں بالغ کہا جائے گا اور وہ علامات یہ ہیں: (۱) انہیں سوتے ہوئے احتلام یا جاگتے ہوئے انزال ہو جائے، (۲) عورت کو حیض (ماہواری) آجائے یا یہ حاملہ ہو جائے، (۳) مرد کے جماع سے عورت حاملہ ہو جائے اور جب عمر ی سال ہو جائے تو بہر صورت شرعاً بالغ اور بالغہ قرار دیئے جائیں گے۔ باقی مرد کے صرف داڑھی یا مونچھ کا نکل آنا۔ عورت کے پستان میں ابھار بلوغت کے آثار کے سلسلہ میں معتبر نہیں اسی طرح فتاویٰ رضویہ (جلد (۶)، ص ۳۲۴) میں ہے اور یہ شرطیں ۱۰ ذوالحجہ کے صبح صادق سے ۱۲ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک کسی وقت بھی پائی گئیں تو قربانی واجب ہو جائے گی۔ سکندر

۸۔ چنانچہ مسافر پر واجب نہیں یاد رہے کہ شرعی مسافر وہ ہے جو اپنے شہر سے کم از کم تقریباً ساڑھے ستاون میل (جدید پیمائش کے مطابق تقریباً ۹۲ کلومیٹر) دُور مقام کے ارادے سے نکل چکا ہو یا اتنی دُور کسی مقام پر پہنچ چکا ہو اور اس نے پندرہ دن وہاں ٹھہرنے کی نیت نہ کی ہو یا اتنے دن ٹھہرنے کی نیت تو ہو مگر کہیں آنے جانے میں اپنی مرضی کا مالک نہ ہو بلکہ کسی دوسرے شخص کے تابع ہو جیسے بیوی شوہر کے تابع ہے اس نے پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی ہو۔ سکندر

۹۔ تفصیل کے ''بہار شریعت'' کے حصہ پنجم کا مطالعہ کیجئے۔ سکندر

إِلَى اللّٰهِ مِنْ هِرَاقَةِ دَمٍ وَ أَنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَ أَشْعَارِهَا وَ أَظْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ فَطِيبُوا بِهَا نَفْساً (١٠)

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: نہیں کیا ابن آدم نے کوئی عمل روزِ نحر (عید قربان) محبوب تر اللہ کی طرف خون بہانے سے اور بے شک وہ (مذبوح جانور) آئے گا روز قیامت اپنے سینگوں اور بالوں اور کُھروں کے ساتھ اور بے شک قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوتا ہے، پس خوش کرو اس کے ساتھ نفسوں کو۔

زین العرب نے کہا: معنی یہ ہیں کہ افضل عبادات میں عید کے دن قربانی کا خون بہانا ہے اور وہ روزِ قیامت ویسی ہی آئے گی جیسی دنیا میں تھی بغیر کسی نقصان اور کسی کمی کے تاکہ قربانی کرنے والے کے ہر عضو کا بدلہ ہو اور پل صراط پر اس کی سواری ہو یا یہ معنی ہیں کہ قربانی میزانِ عمل میں وزن اور گراں کرے گی۔

اولاد وغیرہم کی جانب سے قربانی واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ نصاب چاندی کا ساڑھے باون (۵۲،۱/۲) تولہ اور سونے کا ساڑھے سات (۷،۱/۲) تولہ ہے اور نصاب پر سال گزرنا قربانی کے لئے شرط نہیں۔ قربانی کا وقت شہری کے لئے بعد نمازِ عید ہے قبلِ نماز جائز نہیں (۱۱) اور بیرونی (یعنی، غیر شہری) کے لئے دسویں کی صبح صادق سے ہے اور

۱۰۔ سنن ابن ماجه، كتاب الأضاحي، ثواب الأضحية، رقم:٣١٢٦، مطبوعة: دار السلام للنشر و التوزيع، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م

۱۱۔ اگر شہر میں متعدد مقامات پر قربانی ہوتی ہے تو پہلی جگہ نمازِ عید ہو جانے کے بعد قربانی جائز ہے، یہ ضروری نہیں کہ آپ کی اپنی عید گاہ یا قریبی مسجد کی نماز ہو جائے (درمختار) قربانی واجب تھی قبلِ نماز جانور ذبح کر دیا تو قربانی نہ ہوئی دوسرا جانور قربانی کرنا لازمی ہوگا۔ سکندر

اس کا اخیر وقت سب کے لئے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے (۱۲)، اس کے بعد قربانی قضاء ہو جائے گی اور قربانی کے جانور کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوگی (۱۳)۔ تین دنوں میں پہلا دن سب سے افضل، پھر دوسرا دن، پھر تیسرا دن۔ درمیان کی دورات میں بھی جائز ہے مگر بکراہت (یعنی، کراہت کے ساتھ)۔ قربانی کا جانور اونٹ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، دنبہ ہے۔ ان کے سوا دوسرے کسی جانور کی قربانی جائز نہیں۔ نر، مادہ کا ایک حکم ہے اور پھر خصّی کی قربانی افضل ہے۔

قربانی کا جانور تندرست، سالم الاعضاء ہونا (یعنی اس کے تمام اعضاء کا صحیح سلامت ہونا) ضروری ہے۔ بیمار، لاغر جو مذبح تک نہ پہنچ سکے یا لنگڑا، اندھا، کانا، کان، ناک، دم، سینگ، تھن کوئی عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہو۔ جس کے کان یا دانت سرے سے پیدا ہی نہ ہوئے ہوں یا بکری کا ایک، گائے بھینس کے دو تھن نہ ہوں یا علاج سے خشک کر دیئے گئے ہوں کہ دودھ نہ اتر سکے، قربانی کرنا درست نہیں (۱۴)۔

۱۲۔ اسی طرح ''درمختار'' کے کتاب الاضحیہ میں ہے۔ سکندر

۱۳۔ ۱۰ ذوالحجہ کی صبح صادق سے ۱۲ تاریخ کے غروب آفتاب تک قربانی کا وقت ہے اس میں اگر کسی نے جانور ذبح کرنے کی بجائے اس کی قیمت خیرات کر دی تو اس کا واجب ادا نہ ہوگا اور قربانی تھی اور اس نے ایسا کیا تو گنہگار بھی ہوگا۔ قربانی کے وقت اگر باقی ہو تو اس پر قربانی واجب ہوگی، ایام گزر گئے تو جانور کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگی پہلے ایام قربانی میں جو قیمت صدقہ کی تھی وہ کافی نہ ہوگی۔ اور اگر ۱۲ ذوالحجہ کا آفتاب غروب ہو گیا اور اس نے جانور ذبح کر دیا تو اس پر واجب ہے کہ اسی حالت میں اُسے صدقہ کرے نہ خود کھا سکتا ہے اور نہ ہی غنی اور ذبح کرنے سے جانور کی قیمت میں جتنی کمی ہوئی وہ بھی صدقہ کرے کیونکہ اس پر ایام قربانی گزرنے کی وجہ سے زندہ جانور کا صدقہ لازم تھا۔ سکندر

۱۴۔ جو جانور قربانی کی نیت سے خریدا گیا ہو اس سے کوئی نفع حاصل کرنا درست نہیں جیسے اگر جانور دودھ دینے والا ہے تو اس کے دودھ کو استعمال میں لانا یا فروخت کرنا، ہاں اگر فروخت کر کے قیمت صدقہ کر دے تو درست ہے۔ ایسے جانور کی اُون اُتار کر خود استعمال کرنا یا فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے استعمال میں لانا یہ درست نہیں۔ اور اگر اون اُتار کر فروخت کر دی ہے تو اس کی قیمت صدقہ کر دی جائے، اسی طرح قربانی کے جانور پر سواری کرنا یا بار برداری کے لئے استعمال کرنا یا کسی اور کام کے لئے

اونٹ، گائے، بھینس میں سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں، شرکت کے جانور میں خریدتے وقت نیت شرکت کرنا چاہیے، بغیر نیت خریدنا پھر شرکت کر لینا مکروہ ہے(۱۵)۔

پانچ سال کامل کا اونٹ، دو سال کی گائے بھینس، ایک سال کامل کی بکری بھیڑ اور دور سے دیکھنے سے سال بھر والوں میں مل جانے والا ششماہہ (چھ ماہ کا) دنبہ قربانی کے کام میں آسکے گا۔ اس سے کم عمر کی قربانی جائز نہیں۔

اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا افضل ہے۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دستِ اقدس سے قربانی فرمائی۔ بخاری ومسلم کی حدیث ہے:

ضَحَّی النَّبِیُّ ﷺ بِکَبْشَیْنِ أَمْلَحَیْنِ، فَرَأَیْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلٰی صِفَاحِهِمَا، یُسَمِّی وَ یُکَبِّرُ، فَذَبَحَهُمَا بِیَدِهٖ (۱٦)

حضور اقدس علیہ السلام نے دو ابلق سینگوں والے دنبوں کی قربانی فرمائی، (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے دیکھا حضور کو کہ آپ اپنا قدم مبارک ان کے پہلو پر رکھے ہوئے ہیں، اور بسم اللہ پڑھی اور تکبیر فرمائی، ان دونوں کو اپنے ہاتھوں سے ذبح فرمایا۔

خود بخوبی نہ ہو سکے تو دوسرے کو اجازت ہونا ضروری ہے اور سنّت ہے کہ اپنے سامنے قربانی کرائے (۱۷)۔ جانور بھوکا پیاسا ذبح نہ کیا جائے۔ نہ اس کے سامنے چھری

۱۵۔ اسی طرح فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ سکندر

۱٦۔ صحیح البخاری، المجلد (٤)، کتاب الأضاحی، باب من ذبح الأضاحی بیده، ص ۱۷۸۷، مطبوعة: المکتبة العصریة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۷ھ۔ ۱۹۹۷

۱۷۔ یاد رہے کہ ذبح میں چار رگیں کاٹنا ضروری ہیں، ان میں سے ایک حلقوم (یعنی نزخرہ) ہے جسے سانس کی نالی کہا جاتا ہے، دوسری کا نام مسری ہے جس سے غذا اندر جاتی ہے اور دو رگیں اس کے آس پاس ہیں جن سے خون جاری رہتا ہے ان کو عربی میں ''وَدْجَین'' کہا جاتا ہے۔ ان چاروں کا کٹنا ضروری ہے، تاہم اگر تین کٹ جائیں تو بھی جانور حلال ہو جائے گا ورنہ نہیں

تیز کریں، نہ ایک کو دوسرے کے سامنے ذبح کریں، جب تک سرد نہ ہو جائے نہ کھال اُتاریں، نہ کوئی عضو توڑیں، نہ کاٹیں۔ ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھنا بہتر ہے:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَO

اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O

لَا شَرِیْکَ لَہٗ ج وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَO

جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رو لٹائیں اور داہنا پاؤں اس کے شانے پر رکھیں اور اَللّٰھُمَّ لَکَ وَ مِنْکَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر تیز چھری سے جلد ذبح کریں مگر نہ ایسا گہرا کہ چھری گردن کے مہرے تک پہنچ جائے۔ جانور پکڑنے والا بھی تکبیر کہتا جائے۔ ذبح اگر اپنی طرف سے ہو: اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ وَ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْھِمَا وَ سَلَّمَ اور دوسرے کی جانب سے بجائے مِنِّیْ کے مِنْ کے بعد اس شخص کا نام لے۔

مستحب ہے کہ گوشت کے تین حصے برابر کیے جائیں، دو حصے اپنے اور اپنے اعزّ و احباب کے لئے اور ایک پورا فقراء پر تقسیم کر دے اور اگر سب کھا لے یا بانٹ دے یا سب فقراء کو دے دے تو اس میں بھی حرج نہیں، فقیروں کا حصہ اگر تول کر پورا تہائی کر لیں تو بہتر ہے ورنہ تخمیناً اتنا ہو کہ ثُلُث (یعنی تہائی) سے کم نہ رہے (۱۸)۔

۱۸۔ اور قربانی کا گوشت کافر، ہندو، مرتد، بے دین اور بھنگی کو نہ دیں (بہار شریعت) اور یاد رہے کہ جانور کے کچھ اعضاء کا کھانا حرام ہے اور کچھ کا مکروہ، چنانچہ وہ اعضاء جن کا کھانا حرام ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں: (۱) خون، کیونکہ بہتا ہوا خون کا حرام ہونا قرآن کریم میں مذکور ہے، (۲) پتہ، (۳) نر و مادہ کے پیشاب کی جگہ، (۴) دونوں کی دُبُر (یعنی، گوبر وغیرہ کرنے کی جگہ)، (۵) مثانہ، (۶) فوتے (یعنی، کپورے)، (۷) حرام مغز۔ اور وہ اعضاء جن کا کھانا مکروہ ہے وہ تلی، گردہ، اوجڑی اور کھال ہیں۔

فقیر کہ صاحب نصاب نہیں اس پر قربانی واجب نہیں مگر قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو خاص اس جانور کی قربانی اس پر واجب کر دیتا ہے (۱۹) بخلاف مالک نصاب جس پر خود قربانی واجب ہے، اس پر خریدنے سے بعینہ وہی جانور قربانی کرنا واجب نہیں ہوتا، اختیار رہتا ہے خواہ اُسے ذبح کرے یا اور کو، مگر نہ بدلنا اسے بھی بہتر ہے یا بدلے تو بہتر سے بدلے بعینہٖ کھال اپنے صرف میں لانا یا اس کے بدلے میں کوئی باقی رکھنے کی شئے جائے نماز برتن وغیرہ مول لینا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کھال کسی مسجد یا مدرسہ یا کفنِ موتی (میت کے کفن) میں دے دی جائے کہ ان کے مہتمم اسے بیچ کر لگائیں مگر کھال اپنے لئے داموں میں فروخت کرنا حرام ہے، نہ اب یہ دام، کفن موتی یا تعمیر مسجد و مدرسہ میں لگائے جا سکیں گے بلکہ ان کا خاص تصدق کرنا مساکین کو دینا واجب ہوگا کہ جب اپنے صرف کی نیت سے بیچی تو یہ گناہ ہوا اور یہ دام خبیث ہوئے اور خبیث کی راہ تصدق ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جس طرح کھال کی قیمت اپنے صَرف میں لانا حرام ہے، قیمت قربانی یا اُجرت قصاب میں اس کا کوئی حصہ بھی حرام ہے، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

''جو شخص قربانی کی کھال بیچ کر اپنے صَرف میں لائے یا اجرت قصاب یا قیمت قربانی میں مجرا کرے، اس کی قربانی بارگاہِ قبول سے محروم ہے''۔

غرض ہر حال میں افضل و اَولیٰ جلودِ اضحیہ (قربانی کی کھالوں) کا امورِ خیر میں لگانا باعث ثواب جزیل و رضائے ربِ جلیل ہے (۲۰)۔

۱۹۔ شرعی فقیر یعنی غیر مالک نصاب نے قربانی کے لئے گائے خریدی تو خریدتے ہی اس پر اس کی قربانی واجب ہوگئی، لہٰذا اب وہ دوسروں کو اس میں شریک نہیں کر سکتا۔ (فتاویٰ ہندیہ)۔ سکندر

۲۰۔ موجودہ دور میں قربانی کی کھال کا بہترین مصرف اہلسنت والجماعت کے دینی مدارس ہیں جہاں طلباء کو قرآن وحدیث وفقہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور ایسی جگہ کھال نہ دی جائے جہاں اُسے غیر شرعی امور میں صرف کیا جاتا ہے، قرآن میں ہے: ﴿ وَ لَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ﴾ ترجمہ: ''گناہ اور بُرائی کے کاموں میں تعاون نہ کرو''۔ ہاں آپ نے اپنے اس گمان پر دے دی کہ یہ اُسے خلافِ شرع امور میں صرف نہیں کرے گا بلکہ امورِ خیر میں صرف کرے گا پھر اس نے آپ کے گمان کے خلاف کیا تو آپ پر کچھ نہیں

نماز کی ترکیب

نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز واجب عیدالاضحیٰ مع چھ تکبیروں کے، واسطے اللہ جل جلالہ، کے، منہ میرا طرف کعبہ شریف کے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لو پورا سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ پڑھ کر امام کے ساتھ کان کی لو تک ہاتھ اٹھاؤ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ چھوڑ دو، اسی طرح تین تکبیریں کہو، ہر دو تکبیر میں قدرے سکوت سے فاصلہ ہو، اسی طرح تین مرتبہ کہو تو ہاتھ باندھ لو۔ جب امام قرأت شروع کرے مقتدی چپکے سنیں، دوسری رکعت میں بعد قرأت ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں، حسب سابق ہاتھ چھوڑتے رہیں پھر چوتھی مرتبہ تکبیر کہہ کر معاً رکوع میں جائیں، باقی نماز حسب دستور، بعد نماز امام خطبہ پڑھے، لوگ اپنی اپنی جگہ چپکے سنیں، بعد خطبہ و دعا اگر حسب معمول مصافحہ و معانقہ کریں تو بلا کراہت جائز ہے جب کہ محل فتنہ نہ ہو جیسے امرد خوبصورت کو اس سے احتراز کرنا چاہئے اور جو مسلمان مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے یا معانقہ کے لئے ہاتھ پھیلائے اور یہ انکار کرے تو سخت معیوب و مذموم و مکروہ و ممنوع ہے کہ مسلمانوں کی دل شکنی و ایذاء ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ"

جس نے مسلمان کو ایذا دی تو اس نے مجھے ایذا دی۔

"وَ مَنْ اٰذَنِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہ"

اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔

(السواد الاعظم، مراد آباد، ماہ ذیقعدہ ۱۹۳۸ء)

عیدِ اضحیٰ

جشن و طرب فرح و سُرور کے ایام و اوقات دنیا کی ہر ایک قوم کے لئے معین ہیں مگر

کہیں تو کسی بادشاہ کی دنیوی کامیابی، اس کی فتح یا ایک مدت دراز تک فرمانروائی کرنے کی خوشی میں جشن منایا گیا تھا۔ مستعد اخلاص کیش جان نثاروں کو فتح وظفر کے بعد خلعتیں دینے اور انعام تقسیم کرنے کے لئے ایک شاندار جلسہ کیا گیا تھا، ان کے بعد آنے والوں نے اب تک وہ یادگار قائم رکھی، اگر چہ وہ بادشاہ سلطنت نیست و نابود ہوگئی اور وہ حاکمانہ اقتدار غلامی کی رسوائی سے مبدل ہوگیا لیکن فتح ونصرت کے گیت گائے اور ہزار ہا برس کے پیش آئے ہوئے ایک معمولی واقعہ کا سنگ (میلہ) بنانے کے لئے آج تک کروڑوں انسان سال بھر اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور اسے اپنا مقدس مذہبی تہوار سمجھتے ہیں، ان تہواروں میں لیلا رچائی جاتی ہے، سانگ کھیلے جاتے ہیں، لہو ولعب اور عیش وعشرت کی گرم بازاری ہوتی ہے۔ مجھے ان تہواروں کے نام لینے کی ضرورت نہیں۔ ہندوستان کے رہنے والے ایسے تہواروں سے خوب واقف ہیں۔ دوسری قسم کے وہ تہوار ہیں جن کی بنیاد وقت کی پوجا اور موسم کی پرستش پر رکھی گئی ہے، ایک موسم کے استقبال کے لئے کروڑوں انسان اپنی وضع لباس ہیئت افعال اور آداب میں عظیم الشان تبدیلیاں کرڈالتے ہیں، تو کہیں چراغ روشن کر کے کروڑوں مَن تیل پھونک دیا جاتا ہے۔ جوئے شراب اور اسی قسم کے افعال کا دور دورہ ہوتا ہے، کہیں آنے والے موسم کا استقبال لاکھوں مَن آگ جلا جلا کر اور دھول اڑا کر کیا جاتا ہے۔ رنگ پھینک پھینک کر لباس اور صورتیں وحشت ناک بنادی جاتی ہیں، مردوں اور عورتوں کے ہجوم نکلتے ہیں اور عیش وعشرت کو مخصوص حصصہائے ملک میں بڑی خوشی سے بے حجاب کردیا جاتا ہے۔ غرض اسی طرح کے جشن جلوس عیش وعشرت کے لیل و نہار سرمستی اور وارفتگی کے اوقات تہوار کہے جاتے ہیں، ان اوقات میں لذات وشہوات کے عمیق سمندروں میں غرق ہوتے ہیں اور وہ ہزار ہا برس کے پرانے کسی ایک واقعہ سے جو اس بعید زمانہ میں کسی ایک شخص کو پیش آیا ہو اور اس کا کوئی اثر ونشان باقی نہ رہا ہو اور اس

قوم کا اُوج و عروج ایک کہانی رہ گیا ہو۔ اپنے فرح وسُرور میں جان ڈالتے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ سُرور ذاتی سُرور نہیں ہے جو اپنی ذاتی امنگوں اور اپنے قلبی ولولوں سے پیدا ہوا ہو بلکہ وہ پرائے جذبات پر سرود وسرائی ہے، جس طرح بے قید لوگوں کی شادی میں باجے بجاتے ہیں اور گویئے گاتے ہیں، یہ گانا اور بجانا دوسروں کے جذبات کی ہواداری ہوتی ہے اور اُن کا اپنا دل ایک مزدوری سے زیادہ کوئی سُرور وکیفیت اس سے حاصل نہیں کرسکتا، یہی کیفیت ان تہواروں کی بھی ہے بلکہ اتنا فرق ہے کہ وہ زندہ اور موجود شخص کے واقعی جذبات اور سچی اُمنگوں کو اپنے نقل سُرور و طرب سے ظاہر کرتا ہے اور یہ مُردہ اور زمانہ کے پامال کیئے ہوئے اشخاص کے پرانے دقیانوسی ولولوں کی نغمہ سرائی کرتے ہیں، نہ خود صاحب جذبہ ہیں، نہ صاحب جذبہ کے ساتھی، فنا شدہ قوم کے مُردہ جذبات عیش و عشرت اور حدود ولذت وشہوت کے اندر محدود ہیں اور ان کی بنا جن جذبات پر رکھی گئی ہے وہ بھی سب جسمانی لذّات وخواہشات کے احاطہ کے مقید ہیں، ابتداء سے انتہاء تک روحانیت کی تجلّی کہیں نہیں اور انسان کے خود اپنے ذاتی جذبات کی ترتیب واصلاح سے یہ تمام تہوار عاری ہیں۔

ہندوستان میں قربانی کا قدیم رواج:

کہیں کہیں اب بھی اور زمانۂ قدیم میں بالعموم ان تہواروں کے ساتھ مختلف جانوروں کی قربانی بھی شامل تھی۔ تاریخوں سے اور ہندوستانی اقوام کی مذہبی کتابوں سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے اور اتنی زبردست قوت کے ساتھ کہ معقول طریقہ پر اس کا انکار ناممکن ہے حتی کہ ویدوں میں ہندوستان کے قدیم باشندوں کو قربانی نہ کرنے پر ملامت کی ہے۔ مؤرخین کا خیال یہاں تک ہے کہ ہندوستان میں علم ہیئت اور علم تشریح وغیرہ کی ضرورت ہی قربانی کی وجہ سے ہوئی۔ (دیکھو مختصر تاریخ اہل ہند) لیکن یہ قربانی بھی اس

حیثیت کی ہے جو حیثیت تہواروں کی ہے یعنی پرانے اقبال مند لوگ جن کو اس ملک کے دیوتا کہتے ہیں، ان کے اقبال کی تہنیت قربانی سے ادا کی جاتی ہیں اور وہ قربانیاں اپنے ان پیشرو لوگوں کی عزت و معبودیت کی عملی تصدیق کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

اس بیان سے اتنا صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ اس ملک کے تہوار اوقات کو عیش و عشرت اور لذات و شہوات میں مصروف کرتے ہیں، ان کی بنا گزرے ہوئے لوگوں کے مُردہ جذبات کی کہانی دہرانے یا موسم کی پوجا کرنے پر ہوتی ہے۔

ان تہواروں کی بنیاد ذاتی جذبوں پر نہیں ہوتی، یہ تمام تہوار روحانیت کے فیوض و برکات سے خالی ہیں۔

اسلامی تہوار

اب میں آپ کو اسلامی تہواروں پر ایک اجمالی نظر ڈالنے کی دعوت دوں گا، آپ کو غور کرنا ہوگا کہ دنیا کے تہواروں کو اسلامی تہواروں سے کچھ بھی مناسبت نہیں، عید ہو یا بقرعید یا شب برات۔ اسلامی شریعت نے اس کو ہر مسلمان کے لئے سرور بنایا ہے ان تہواروں میں مسلمانوں کی حیثیت شادی کے نقال کی سی نہیں ہوتی جو پرائے جذبہ پر اچھلتا کودتا ہو بلکہ وہ ایک مہینہ کامل روزہ دار رہ کر نفس کی اصلاح کر کے طاعتوں اور عبادتوں میں مشغول رہ کر روحانیت کو جسمانیت پر قوی اور غالب کر لیتا ہے اور قوت روحانی سے جذبات نفسانی اور شہوانی کو مقہور و پامال کر ڈالتا ہے تب اس روحانی کامیابی پر اس کے لئے ایک روحانی سرور کا وقت آتا ہے، اس کو عید کہتے ہیں۔ اس عید میں وہ شہوت پرستانہ عیش و عشرت کے لئے اپنی ہستی کو پیش نہیں کرتا بلکہ روحانی کامیابی پر اپنے پروردگار حقیقی محبوب مالک الملک، قادر مطلق کی شکر گزاری کے لئے سر نیاز جھکاتا ہے، ناصیۂ ارادت سے بارگاہ صمدیت میں

جبین سائی کرتا ہے، اتنی مدت کی ریاضت سے اگر نفس کو اپنی پاکبازی اور ریاضت پر کچھ عجب وناز پیدا ہو تو اس کو دوگانہ شکر سے دور کر دیتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ میں نے مہینہ بھر کے روزے، راتوں کے قیام، لذائذ کا ترک، قرآن کریم کی تلاوت، نفس کو اس کے خواہشات سے روکنا ایسا عظیم الشان مجاہدہ میری ہمت وقوت کا ثمرہ نہیں ہے، اے کریم کارساز یہ سب تیری توفیق وکرم سے میسر آیا اور طاعت وبندگی کی منزل میں یہ کامیابی حاصل ہونے کا شکر تیری درگاہ میں رکھی ہوئی پیشانی ادا کر رہی ہے۔ یہ دن روحانیت کی ترقی، قلب کی صفا، نفس کی جلا اور انسان کی حقیقی سعادت کا دن ہوتا ہے، نہ یہاں پرائے دلوں کے سُرور بے ہنگام ہیں، نہ اپنے نفس کو شہوات کے دریا میں غرق کیا جارہا ہے، نہ کسی وقت کی پرستش ہے، نہ کسی گزرے ہوئے شخص کی دنیوی کامیابی کی غیر مہذّب مبارکباد ہے، اسلام کے تمام خداشناسوں کی روحانی کامیابیوں کے روحانی سرور کا نام ہے، جس کو وہ اپنے مالک وخالق کی طاعت وعبادت سے ادا کرتے ہیں اور ان کی سب سے بڑی خوشی وہی خاک میں رکھا ہوا سر ہوتا ہے جو اپنی زبان حال وقال سے حضرت قادر صمد جلّ جلالہ کی وحدت وکبریائی کا خطبہ پڑھتا ہے۔

﴿دوسری عید﴾ طالبانِ خدا وعاشقانِ کبریا کی ایک بڑی ریاضت حج ہے جس میں وہ اپنے محبوب وطن اور عزیز رفقا، پیارے احباب اور سارے اہل وعیال اور مالوف مَسکن سب کو چھوڑ کر ایک طویل اور دشوار گزار سفر راہِ خدا میں اختیار کرتے ہیں، وہ تمام چیزیں جو نفس کو محبوب ہیں اور جن سے انسانی خواہشات کا قوی رابطہ ہے طالبِ حق مردانگی سے ان سب کو ٹھکرا کر محبوبِ حقیقی کی رضا جوئی کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے پھر اگر بادشاہ بھی ہو تو شاہانہ سطوت وجلال کے ساتھ نہیں بلکہ فقیر خستہ حال کی شان میں اپنے پیکرِ جسمانی کو بندگی اور عبدیت کا نقشہ بنا کر لے جاتا ہے کفن کی طرح ایک چادر لپٹی ہوئی ہے

اور بس امیر ہو یا غریب، بادشاہ ہو یا فقیر سب احرام پوش ہیں اور یادِ الٰہی کی محویت کا یہ عالم کہ بدن کی زیب وزینت سے قطع تعلق ہے، قدم قدم پر نفسانی خواہشات ذبح ہوتی چلی جاتی ہیں، اس طرح خانہ کعبہ پہنچتا ہے، سعی وطواف کے مجاہدوں سے خُوگرِ آسائش، نفس کو تاؤ دے کر اس کی نیت دور کرتا ہے اور لمحہ لمحہ طاعت وعبادتِ الٰہی میں گزارتا ہے، جان، مال، آسائش راہِ الٰہی میں خرچ کر ڈالتا ہے، ایک ایک اجتماعِ عام میں جہاں دنیا کے ہر ملک و وضع کے لوگ مختلف صورتیں اور مختلف عادتیں، مختلف وضع، مختلف لباس، مختلف زبان، مختلف بول چال رکھنے والے ایک ہی وضع، ایک ہی شان، ایک ہی لباس میں حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا خطبہ سنتا ہے، اگر چہ اس بیت اللہ کا طواف صفا ومروہ کی سعی حج بیت اللہ اس سے پہلے بھی بزرگوں نے ادا کی ہوں لیکن یہ فقط انہیں کے جذبات اخلاص کا ترجمان نہیں ہے، خود اپنے گھر سے اپنا جذبہ لے کر چلا ہے، اپنے نفس کو راہِ خدا میں ترکِ مرعونات کی اصلاح سے شائستہ بنا چکا ہے، اس لئے وہ پرائی اُمنگوں کا بے ذوق معنی یا نقال نہیں ہے، اگر چہ اہل اللہ کی ریاضت اور ان کے اخلاص وطاعت کی نقل محض یہی روحانی ترقی کے لئے بہترین ذریعہ ہو سکتی تھی لیکن یہاں مجاہدات کی دشوار گزار منزلیں خود اس نے اپنے نفس سے طے کرائی ہیں اور جذبات خدا طلبی میں اس کا نفس محض ناقل وحاکی نہیں ہے۔ ان مراتب کو ادا کرنے کے بعد اور جانی مالی خواہشات سعادت کی ایک اعلیٰ منزل ہے جس کی کامیابی پر روحانی فرحت وسرور کا دن بالکل بجا ہے، اس لئے مناسک کو ادا کر کے پھر اس کے لئے ایک فرح وسُرور کا دن ہوتا ہے جسے ''عید اضحیٰ'' کہتے ہیں، اس دن بھی وہ نفسانی اور شہوانی لذائذ کی طرف ملتفت نہیں ہوتا بلکہ روحانی نعمت کی شکر گزاری میں سر نیاز خاک پر رکھ کر طاعتِ الٰہی کو بجا لاتا ہے اس عید کو بھی دوگانہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا خطبہ پڑھتا ہے اور چونکہ روحانی وجسمانی عبادت ادا کرنے کی

توفیق ملی ہے اور اپنے مال ومتاع کو قربان کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے، اس لئے خاص اللہ کے لئے اپنے ایسے مال کی قربانی کرتا ہے جو جان نثاری کا ترجمان اور بذلِ نفس کا حاکی ہو سکے۔

قربانی اور مسلمانوں کا طریقِ عمل:

مذکورہ بالا بیان سے خوب واضح ہو چکا ہے کہ عید اور تمام اسلامی تہوار عبادت، ریاضت اور ادائے شکرِ الٰہی کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان اوقات میں مسلمانوں کے قلوب اغیار کے خیال سے فارغ وخالی ہو کر اپنے رب عزوجل کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں، عشقِ الٰہی کے جذبات انہیں فرصت نہیں دیتے کہ وہ کسی دوسری طرف نظر ڈالیں۔

دوسری قوموں کی طرح مسلمانوں کے تہوار عیش وعشرت کا مظاہرہ نہیں ہیں، جس میں انہیں دوسروں کی طرف نظر ڈالنے اور جنگ جوئی کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان بالعموم ہر مقام پر ہمیشہ اپنے تہواروں کے زمانہ میں صرف اپنی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور کوئی چھیڑ چھاڑ یا جنگ وجدل وہ اپنے لطفِ عبادت کے لئے مُخل جانتے ہیں اور کبھی اپنی طرف سے برسرپیکار نہیں ہوتے۔

قربانی:

ایک مسلمان نعمتِ الٰہی کا شکر میں بجالاتا ہے، اس میں اِخلاص اور محض رضائے حق اس کا مقصد ہوتا ہے، کسی کو چِڑانے کا خیال بھی وہ اپنے اِخلاص کے لئے مضر اعتقاد تصور کرتا ہے اور فتنہ وفساد جو بدترین چیز ہے اور جس کو مسلمان ہر وقت بُرا جانتا ہے، اُس کو اِس وقت اور زیادہ بُرا سمجھتا ہے۔ افسوس ہندو اکثریت جو مسلمانوں کو نیست ونابود کر ڈالنے کا عزم بالجزم کر چکی ہے وہ مسلمانوں کو اس وقت اپنے مشاغلِ طاعت وبندگی میں نہایت مصروف

دیکھ کر موقع سمجھتی ہے کہ ان پر حملے کرے اور انہیں جانی مالی ہر طرح کے نقصان پہنچائے،
مسلمان کتنا بھی امن و عافیت کا لحاظ رکھیں مگر سنگدل جفا کار، اُن کی امن پسندی سے غلط
فائدے اٹھاتے ہیں اور ظلم وستم کے پہاڑ توڑ ڈالتے ہیں، ان کی منتظم جماعتیں پہلے سے
آمادہ جنگ موقع کی منتظر ہوتی ہیں، وہ ایک دم مسلمانوں پر بلائے بے درمان کی طرح
ٹوٹ پڑتی ہے۔ ایک جماعت حکام کے پاس دوڑ جاتی ہے وہ مظلوم مسلمانوں کو ظالم وفتنہ
انگیز بتا کر انہیں قانونی شکنجے میں کسنے کی تدبیریں کرتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسلمان ہی
پٹتے ہیں، مسلمان ہی مارے جاتے ہیں، مسلمان ہی لٹتے ہیں، مسلمانوں ہی کے گھر اور
مسجدیں جلائی جاتی ہیں اور مسلمان ہی ماخوذ ہوتے ہیں، وہی گرفتار کئے جاتے ہیں، انہیں کو
لمبی لمبی سزائیں ہوتی ہیں۔

کیا مسلمان قربانی چھوڑ دیں گے؟

ہندوؤں کو اس سے تو مطمئن ہو جانا چاہئے کہ اگر ان کے ظلم وستم سے (خدانخواستہ)
ہندوستان کے تمام مسلمان ذبح کر ڈالے جائیں تو بھی وہ اپنے آخر لمحہ زندگی تک اپنے
دین، مذہب اور اپنے فرائض کو چھوڑنے والے نہیں۔ جان کا خوف، مال کا خطرہ انہیں ان
کے فرائض کی ادائیگی سے نہیں روک سکتا، ان کا اعتقاد ہے کہ راستبازی اور نیکوکاری حق کی
حمایت اور دین کی پابندی میں موت آنا، بے دینی کی ذلیل زندگی سے کروڑوں درجہ بہتر
ہے۔ جس کو وہ اپنے لئے عالم تصور میں بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہندوؤں کی قتل و
غارتگری سے قربانی تو بند نہیں ہو سکتی، وہ مسلمانوں کا جائز حق ہے اور اس کو وہ اپنے حدود
میں باحتیاط انجام دیتے ہیں۔ ہندوؤں کا اس کے درپے ہونا شدید ظلم اور انتہا درجہ کی
ناانصافی ہے۔

یہ کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ مسلمان تو جیو ہتیا کے جرم سے گردن زدنی قرار

پائیں اور کروڑوں ہندو اِسی فعل کے مرتکب ہوں تو ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔

ہندوؤں میں یہ جذبہ کس نے پیدا کیا؟

ایک سوال ہوتا ہے کہ مسلم کشی کا یہ جذبہ ہندوؤں میں کس نے پیدا کیا اور یہ سوال نہایت برمحل وبا موقع ہے، اس کا جواب ظاہر ہے کہ یہ جذبہ گزرے ہوئے زمانہ کے ہندو مسلم اتحاد نے پیدا کیا ہے، خلافت کمیٹی کے عہد بیقیدی میں جس کے علم بلند کئے گئے تھے اور مسلم نما لیڈر مسلمانوں سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ ہندوؤں سے ہمارا اتحاد ہے، گاؤ کشی بند کرو۔ نقلی اور جعلی مولانا جو اس زمانہ میں چندہ کی بدولت بہت سے پیدا ہو گئے تھے، اس مضمون پر بڑی گرم اور خونخوار تقریریں کرتے تھے۔

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردہ نیست

لیڈروں اور مقرروں کی تقریروں نے ہندوؤں میں ایک جوش پیدا کر دیا، وہ نمائشی اتحاد تو چند روز بھی نہ ٹھہرا سکے، یہ زہریلے اثر اب تک باقی ہیں۔

مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

بھارت میں موجودہ مسلمانوں کو اپنے حق کی حفاظت میں اپنی قدیم امن پسندانہ روش کے ساتھ مضبوطی سے قائم رہنا چاہئے اور جو لوگ مسلمانوں کی سربراہی کے لئے آگے بڑھا کرتے ہیں، لیڈری کے مدعی ہیں، پیشوائی کے دعوے دار ہیں اور وہ حضرات جو مسلمانوں سے ووٹ حاصل کر کے ایوانِ حکومت میں عزت کی کرسی حاصل کرتے ہیں، انہیں مسلمانوں کی حفاظت جان و مال و امن و عافیت کے لئے ایک باقاعدہ مستقل سعی کرنا چاہئے مگر ان اصحاب کی بے دردی دشمن کے جفا کارانہ حملوں سے کم نہیں ہے، مسلمان لٹتے

ہیں، مارے جاتے ہیں مگران سر مستانِ بادۂ عشرت کو خبرنہیں ہوتی، یہ مسلمانوں کی حمایت میں لب کشائی کرنے کی جرأت نہیں رکھتے، اگر ہندوؤں کی قوت سے اس قدر مرعوب ہو گئے ہیں تو انہیں مسلمانوں کی طرف سے پیشوائی اور نمائندگی کے لئے آگے نہیں بڑھنا چاہئے اور آئندہ مسلمان بھی ایسے ناکارہ اور معطل لوگوں کو آگے نہ بڑھائیں جو وقتِ ضرورت بالکل ان کے کام نہیں آسکتے۔

ہمیں گورنمنٹ سے یہ کہہ دینا ہے کہ جب اس نے مذہبی آزادی دینے کا اعلان کیا ہے تو وہ ذمہ دار ہے کہ ہم اس کے عہدِ حکومت میں اپنے دینی اُمور بآزادی ادا کرسکیں اور کوئی ہماری عبادت کے ادا میں مُخِل نہ ہوسکے، ہم امن رکھتے ہیں اور امن چاہتے ہیں مگر فسادیوں کی فساد انگیزی سے محفوظ رہنے میں گورنمنٹ کو ہماری اعانت کرنی چاہئے یا ہم کو وہ رقبہ بنادیا جائے جہاں ہم بود و باش کر کے ستم گاروں کی دراز دستیوں سے محفوظ رہ سکیں۔

(السواد الاعظم، مرادآباد، ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۶ ہجری)

☆......☆......☆

نوٹ

یہ رسالہ مندرجہ ذیل کتب خانوں پر دستیاب ہے

۱۔ مکتبہ برکات المدینہ، بہارشریعت مسجد، نزد یونائیٹڈ بیکری، بہادر آباد، کراچی

فون:4219324

۲۔ مکتبہ غوثیہ (ہول سیل) پرانی سبزی منڈی، محلّہ فرقان آباد،

نزد دارالعلوم غوثیہ، کراچی نمبر ۵، فون:4910584 - 4926110

۳۔ ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد کھارادر، کراچی۔

فون:2203464

۴۔ مکتبہ انوار القرآن، ج میمن مسجد مصلح الدین گارڈن

(حنیف انگوٹھی والے)

جمعیّت اِشاعتِ اہلِسُنّت کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرنگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ چھ سال سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو 9:30 تا 10:30 ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ہر ماہ کی پہلی اور تیسری پیر کو درس قرآن ہوتا ہے۔ جس میں حضرت علامہ مولانا عرفان ضیائی صاحب درس قرآن دیتے ہیں اور اس کے علاوہ باقی دو پیر مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات تابطہ فرمائیں۔